© rasailojaraid.com

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

افادات امام ابن تیمیہؒ

تلخیص، تہذیب، ترتیب - حکیم شریف احسن صاحب

(۲)

حکمرانوں سے لڑنے کا معاملہ اسی عام قاعدے میں داخل ہے کہ جب مصالح اور مفاسد اور حسنات اور سیئات باہم متصادم اور ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہوں تو جس طرف وزن زیادہ ہو اُسے ترجیح دی جائے کیونکہ ہر امر و نہی بناؤ (مصلحت) کی کسی نہ کسی صورت کے حصول اور بگاڑ (مفسدہ) کی کسی نہ کسی شکل کے دفعیہ کی متضمن ہوتی ہے۔ لہٰذا اقدام سے پہلے یہ ضرور دیکھ لیا جائے کہ کس چیز کا کس چیز سے تصادم اور ٹکراؤ ہے۔ اگر اس سے فوت ہونے والے مصالح (بناؤ کی صورتیں) اور حاصل ہونے والے مفاسد (بگاڑ کی صورتیں) زیادہ ہوں تو حسبِ موقع امر و نہی پر انسان نہ صرف یہ کہ مامور نہیں ہوگا بلکہ صلاح سے زیادہ فساد کا موجب بننے کی صورت میں اس کے لیے ایسا کرنا حرام ہوگا۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ فیصلہ مصالح اور مفاسد میں سے کس کا کتنا وزن ہے۔ شریعت کے ترازو پر ہوگا۔

اسی متذکرہ بالا اصول کے تحت ایسے شخص یا گروہ اشخاص کو معروف کا حکم دینا اور منکر سے روکنا جائز نہیں ہوگا۔ جن میں معروف و منکر اس طرح ہوں کہ وہ انہیں ایک دوسرے سے جدا کرنے پر آمادہ نہ ہوں۔ اور صورت یہ ہو کہ یا تو وہ دونوں کو ایک ساتھ کریں گے یا دونوں کو ایک ساتھ چھوڑ دیں گے۔ اس حالت میں دیکھنا ہوگا کہ اگر معروف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنا شروع کر دیا۔

دیکھیے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۵:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔

رسول اس ہدایت پر ایمان لائے جو ان کے رب کی طرف سے نازل ہوئی اور اہلِ ایمان بھی، یہ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ ان کا اقرار ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

ایک دوسری آیت میں اسی بات کو اس طرح واضح کیا گیا ہے:

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

(البقرۃ ۔ ۱۳۶)

(اے مسلمانو)، کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس ہدایت پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کی گئی، اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد پر نازل ہوئی، اور اس چیز پر بھی ایمان لاتے ہیں جو دیگر انبیاء علیہم السلام پر ان کے رب کی جانب سے نازل کی گئی۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے، ہم تو صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔

یہ اور دیگر متعدد آیات اس بات کی شاہد ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نئے عقائد پیش نہیں کیے، بلکہ انہی عقاید کی تصدیق کی، جن کی تعلیم قدیم آسمانی کتابوں نے دی تھی اور جن کی تعلیم سابقہ انبیاء نے اپنی اپنی قوموں کو دی تھی، لیکن امتدادِ زمانہ اور عوام الناس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا شکار ہو جاتی۔ اور یہ سن کر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں، لوگ اسلام اور پیغمبر اسلام سے متنفر ہو جاتے۔ اس کا کچھ اندازہ قصہ افک سے کیا جا سکتا ہے۔ جب حضورؐ نے داستانِ افک کے بارے میں لوگوں سے خطاب کیا اور ان سے اس مہم کے سرغنہ کے خلاف مدد چاہی اور حضرت سعد بن معاذ نے نہایت اچھے الفاظ میں اس پر لبیک کہی تو حضرت سعد بن عبادہ اپنے حسنِ ایمان کے باوجود، حضرت سعد بن معاذ کی بات پر مشتعل ہو کر اس سرغنۂ منافقین کی حمایت پر کمربستہ ہو گئے۔[1]

اس مسئلہ میں ایک اور اہم اصول جس کا پیشِ نظر رہنا ضروری ہے یہ ہے کہ انسان کی معروف سے محبت اور اس کی چاہت اور منکر سے دشمنی اور نفرت اللہ تعالیٰ کی محبت و عداوت اور شریعت کے تابع ہونی چاہیے۔ بعض لوگ اس سلسلہ میں خدا و رسول کے مقرر کردہ پیمانوں کے بجائے چاہت اور کراہت کے خود ساختہ پیمانوں سے کام لیتے ہیں یہ اتباع ہوا یعنی خواہشِ نفس کی پیروی ہے اور اس سے بڑی کوئی گمراہی نہیں۔ قرآن میں ہے ۔۔۔ "اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو خدائی ہدایت کے بغیر اپنی خواہشاتِ نفس کی پیروی کرے"۔ (القصص ۔۔ ۵۰)۔ خدا اور رسولؐ کا حکم معلوم کیے بغیر یا اس سے پیشتر محبت و عداوت کے اظہار کی بھی یہی نوعیت ہے۔ یہ تو ایک گونہ تقدم بین یدی اللہ ورسولہ ۔۔ یعنی خدا و رسول کے پیچھے چلنے کے بجائے) آگے چلنا ہے، جس کی قرآن میں سخت ممانعت آئی ہے۔ (الحجرات: ۱)

علاوہ ازیں محبت و نفرت کے جوش میں یہ نہیں بھولنا چاہیے، اس کا کچھ ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے کہ پسندیدہ کام کے کرنے اور ناپسندیدہ فعل کے روکنے میں اپنی قوت اور استطاعت کا خیال رکھا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی قوت سے زیادہ کا

---

[1] حضرت سعد بن معاذ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا اور حضرت سعد بن عبادہ قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ عبداللہ بن ابی کا قبیلہ بھی خزرج تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مکلف نہیں کرتا۔ خود اس کا ارشاد ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن-۱۶) "یعنی جہاں تک تمہارے بس میں ہو، اللہ سے ڈرتے رہو"۔ البتہ یہاں تک قلبی محبت و عداوت کا تعلق ہے اس کا کامل اور قطعی ہونا ضروری ہے۔ اس کی کمی ایمان کی کمی کی دلیل ہوگی۔ رہا فعلِ بدن تو یہ صرف طاقت کی حد تک واجب ہے۔ جب قلب کی بہ تمام و کمال چاہت اور کراہت کے ساتھ حسبِ استطاعت بدن کا فعل بھی شامل ہو جائے گا۔ تو بارگاہِ ربانی سے اس شخص کو فاعل کامل کا ثواب عطا کر دیا جائے گا۔

امر و نہی کے سلسلہ میں اہم اور کم اہم اور موقع و محل کا لحاظ بھی ضروری ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں: "سب سے پہلے مفصل میں سے ایک سورت نازل ہوئی جس میں جنت اور دوزخ کا ذکر تھا۔ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہو گئے تو حلال و حرام کے احکام کا نزول شروع ہو گیا۔ اگر نزولِ وحی کا آغاز اس حکم سے ہوتا کہ شراب مت پیو تو لوگ کہتے کہ ہم شراب کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ اگر ابتدائے وحی میں کہا جاتا کہ زنا مت کرو تو سب کہتے ہم زنا کبھی نہیں چھوڑیں گے"۔ حضرت عائشہؓ کا یہ ارشاد بالکل درست ہے۔ ابتدائی دور میں وہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں توحید، آخرت اور وعدہ وعید کا ذکر ہے۔ مکہ سے ہجرت کر کے جب حضورؐ اور آپؐ کے صحابہ مدینہ تشریف لے گئے تو ایک اسلامی معاشرہ وجود میں آگیا۔ اور نظمِ حکومت قائم ہو گیا تو بقرہ اور نساء وغیرہ سورتوں کا نزول ہوا، جو احکام پر مشتمل ہیں۔ یہی حکمت کا تقاضا تھا۔ توحید، رسالت اور آخرت پر جب ایمان راسخ ہو گیا تو مشکل سے مشکل حکم کی تعمیل میں لوگوں کو کوئی دشواری پیش نہ آئی۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ان کی خاطر جہاد میں انسان کو بعض اوقات سخت دشواریوں اور آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان سے بچنے کے لیے مختلف لوگ مختلف بہانے تراشتے ہیں۔ دورِ رسالت میں بھی اس طرح کے واقعات پیش آئے۔ غزوۂ تبوک میں شرکت سے ایک شخص نے حضورؐ سے یہ کہہ کر معذرت چاہی کہ عورت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کی کمزوری ہے اور رومیوں کی عورتیں خوب صورت ہوتی ہیں مجھے رخصت دیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔ (ائذن لی ولا تفتنی ۔ التوبہ ۔ ۴۹
اس پر ارشادِ الٰہی ہوا۔ الا فی الفتنۃ سقطوا یعنی فتنہ میں تو ایسے لوگ پڑ ہی گئے۔ ظاہر ہے اس سے بڑا فتنہ کیا ہو سکتا ہے کہ نبی کی قیادت میں جانے والی اتنی اہم مہم میں شرکت سے ایک شخص محض اس لیے معذرت کر دے کہ اس سے اس کو ایک بہت ہی کم درجے کے موہوم فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ قرآن تو فتنہ کا قلع قمع کی خاطر جہاد کا حکم دیتا ہے ۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ (الانفال: ۳۹) ۔ یعنی ان سے جنگ کیے جاؤ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے ۔ اور یہ صاحب فتنہ سے بچنے کی خاطر جنگ میں شرکت سے معذرت فرما رہے ہیں۔

منکر کے سلسلے میں تین رویّے ظلم و جہل کے رویّے ہیں۔ ایک رویّہ ان لوگوں کا جو منکرات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ دوسرا رویّہ پہلے رویہ کو دیکھ کر چپ رہنے اور نہی کے لیے حرکت نہ کرنے والوں کا ہے۔ تیسرا رویّہ ان لوگوں کا ہے جو منکر کو روکنے کے لیے حرکت میں تو آتے ہیں لیکن ایسے انداز میں جو ممنوع ہے۔ قدیم و جدید ہر دور میں اس رویّہ نے عظیم ترین فتنوں اور شرور کو جنم دیا ہے۔ جو شخص بھی فتنوں کی تاریخ کا مطالعہ کرے گا وہ یہی رائے قائم کرے گا کہ اُمّت کے حکمرانوں اور علماء کے مابین اور سلوک اور مشائخ و متبعینِ مشائخ کے درمیان جو فتنے برپا ہوئے ہیں ان کی جڑ یہی چیز ہے۔

ظلم و جہل کے یہ تینوں رویّے گناہ کے رویّے ہیں

ہر اہم کام سر انجام دینے کے لیے کچھ صلاحیتیں اور اوصاف درکار ہوتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سب سے زیادہ اہم، افضل اور احسن اعمال میں سے ہیں۔ اس سے عہدہ برآ ہونے کے بھی کچھ لوازم ہیں۔ احادیث و آثار کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس عظیم ترین عمل صالح کو کرنے کے لیے تین اوصاف ضروری ہیں۔ علم، نرمی اور صبر۔ علم امر و نہی سے پہلے، نرمی امر و نہی کے دوران، اور صبر امر و نہی کے بعد، بعض سلف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے مروی ہے۔ جس کی روایت مرفوعاً بھی کی گئی ہے کہ صرف وہی شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے جو سوجھ بوجھ کے ساتھ امر و نہی کا علم رکھنے والا ہو۔ اس میں وہ نرمی سے کام لے اور تحمل اور برداشت کا رویہ اختیار کر سکے۔

بہت سے لوگ یہ خیال کر کے کہ ان اوصاف سے متصف ہو کر اس دشوار گزار وادی میں قدم رکھنا مشکل ہے، ان سے یہ فریضہ ساقط ہو گیا، لہٰذا وہ اسے ترک کر دیتے ہیں۔ ان کا یہ رویہ بھی نقصان دہ ہے۔ کیونکہ ایک امر واجب کا چھوڑنا گناہ ہے اور ایک گناہ سے دوسرے گناہ کی طرف منتقل ہونا، ایسے ہی ہے جیسے دھوپ سے بھاگ کر آگ کے دامن میں پناہ لینا۔ یا ایک دینِ باطل کو چھوڑ کر دوسرا دینِ باطل اختیار کرنا، یہی کیفیت امر و نہی میں کوتاہی کے مرتکب اور حد سے متجاوز اشخاص کی ہوتی ہے[1]۔ یہ

---

[1] امر و نہی میں کوتاہی اور تجاوز کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً کوتاہی کی ایک صورت یہ ہے کہ جو کام آسانی سے ممکن ہو، وہ بھی نہ کیا جائے۔ دوسری صورت یہ کہ قوت کو استطاعت سے بھی کم استعمال کیا جائے۔

تجاوز کی ایک شکل یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے کاموں پر بے ڈھب طریقہ سے زیادہ قوت استعمال کر دی جائے، جیسے نعیم صاحب کی روایت کے مطابق ایک صاحب مونچھوں کو پست کرنے کا حکم دیتے ہوئے مونچھوں والے کو نائی تک لے جانے کی مہلت دیے بغیر اپنی جیب سے زیرو مشین نکال کر اس کی مونچھوں کا صفایا کر دیا کرتے تھے۔

تجاوز کی دوسری شکل یہ ہے کہ وہ کام جو انسان کے بس میں نہ ہو یا قوتِ نافذہ کے بغیر ممکن نہ ہو اس کی ذمہ داری اپنے سر لے کر سربکف میدان میں اتر آئے۔ جیسے فحاشی کی روک تھام کے لیے سینماؤں میں گھس کر توڑ پھوڑ کی جائے اور سکرینوں کو پھاڑ دیا جائے۔ نتیجۃً سر پھٹول میں فائرنگ ہو۔ مقدمات قائم ہوں اور مدتوں عدالتوں میں پیشیاں بھگتائی جاتی رہیں۔ اور آخر کار جرمانوں یا قید و بند کی سزا سے دوچار ہوں۔ وقت،

(باقی برصفحہ آئندہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دونوں قسم کے لوگ گنہگار ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے مقابلہ میں کبھی کم، کبھی زیادہ اور کبھی برابر۔

امر و نہی اور ... میں لوگوں کا تعاون حاصل کرنے کے لیے ایک اور چیز جس کی ضرورت پڑتی ہے، احسان کا رویہ ہے۔ کیونکہ یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے کہ انسان تلخی کو صرف اسی صورت میں گوارا کرتا ہے جب اس کے ساتھ کسی قدر حلاوت بھی شامل ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تالیف قلب کا حکم دیا ہے یہاں تک کہ صدقات میں مؤلفۃ القلوب کا حصہ مقرر کر دیا ہے اور اسی غرض کے لیے اپنے نبیؐ سے فرمایا ہے: خُذِ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين۔ "اے نبیؐ نرمی و درگزر کا شیوہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ الجھو" (الاعراف-۱۹۹)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

قوت اور مال کے ساتھ اس سارے "جہاد" کے باوجود فحاشی کے یہ اڈے بھی قائم رہیں اور ان سے فحاشی بھی برابر پھیلتی رہے۔ اسے خسران مبین نہ بھی کہیں تو اس میں کیا شک ہے کہ حکومت یا ایسی قوت کے بغیر جو حکومت کو بھی شل کر کے رکھ دے۔ اس طرح کے اقدام کا شمار حد سے تجاوز میں ہوگا۔

© rasailojaraid.com